حاجی عبدالوہاب صاحب مہتمم مدرسہ رحمانیہ و خانصاحب شیخ حبیب الرحمٰن صاحب آنریری مجسٹریٹ اور چار لڑکیاں اور کئی ایک پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں چھوڑے۔

موجودہ صورت حالات مرحوم اپنی زندگی میں فرمایا کرتے تھے کہ میرے بعد مدرسہ کے نگراں اور مہتمم حاجی عبدالوہاب ہوں گے مرحوم اگرچہ بحالت مرض کسی سے گفتگو نہیں کرتے تھے لیکن مدرسہ کی محبت چونکہ آپ کے اندرون قلب میں بس گئی تھی اسلئے خاصکر مدرسہ کے لئے یہ وصیت لکھوائی کہ میرے بعد مدرسہ کے سرپرست حاجی عبدالوہاب ہونگے آپ نہایت سنجیدہ، متین اور تجربہ کار ہیں اور والد بزرگوار کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی عمر کو دراز کرے آمین۔

قطب کی سیر

(از مولوی محمد اکبر صاحب فارانی متعلم جماعت خامسہ دارالحدیث رحمانیہ)

دارالحدیث رحمانیہ جن اشیاء کی وجہ سے دیگر مدارس عربیہ سے ممتاز و فائق ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہاں جب امتحان سہ ماہی، یا ششماہی کے موقعہ پر طلباء غیر معمولی انہماک اور محنت و مشقت سے کام لینے کی وجہ سے تھک جاتے ہیں تو کسی پر فضا مقام یا مرغزار کی سیر کرا کر فوراً ہی اس کی تلافی کردی جاتی ہے یعنی ہر سختی کے بعد آسانی کا بھی اہتمام ہے محرم میں روشن آرا باغ کی سیر کرا کر اور وہیں دیگر اسباب راحت و آسائش بھی مہیا کرکے امتحان سہ ماہی کی تلافی کی جاتی ہے اسی طرح امتحان ششماہی کے بعد مضافات دہلی کی سیر کا اہتمام کرکے "عیش حال" سے "غم ماضی" کو غلط کیا جاتا ہے۔

ہمارا سال رواں کچھ ایسے حالات سے گذر رہا تھا جنکی وجہ سے ہمیں ایک حد تک یقین ہوگیا تھا کہ اس سال ششماہی امتحان نہیں ہوگا۔ اس لئے جولائی سے (جبکہ ہم لوگ مضافات دہلی کی سیر کرنے جاتے ہیں) دو ماہ پیشتر ہی ہم نے تخیل کی مدد سے اپنے دماغ میں عظیم الشان اور فلک بوس قصر تعمیر کرلئے تھے اور ارادے اسقدر بلند تھے کہ اگر وہ وقوع پذیر ہوجاتے تو سابقہ ریکارڈ یقیناً مات ہوجاتے اور شاید مستقبل بھی اس کی نظیر نہ لاسکتا۔ لیکن قدرت ہمارے اس تخیل پر ہنس رہی تھی اور اگر ہم کچھ زیادہ دور اندیشی سے کام لیتے تو کتابوں میں نہیں بلکہ لوح دماغ ہی پر راز فطرت کے یہ غماز فقرے ہمیں منقوش نظر آجاتے۔

تجری الریاح بما لا تشتھی السفن۔

مگر افسوس کہ "بادہ کش" ابھی تشنہ لب ہی تھے کہ ساقی بزم اٹھ گیا۔ مجلس بے کیف ہوگئی اور محفل نشاط مبدل بمجلس غم ہوگئی وہ عظیم ولولے اور بلند ارادے عملی صورت میں آنا تو درکنار منت کش اظہار بھی نہ ہونے پائے تھے کہ "میر کارواں" جاتا رہا۔ اور پھر "میر" کے بعد کارواں کے کسی فرد میں اسقدر تاب و تواں اور جرأت کب تھی کہ وہ مجلس عیش قائم کرسکے؟

چنانچہ امتحان ششماہی کے بعد جب حسب دستور جدید طلباء کی زبانوں پر "قطب کی سیر" کا لفظ آیا تو مدرسہ کی انجمن

ہوائیں کشتیوں کو ان کی مرضی کے خلاف لیجاتی ہیں ۱۲

"جمعیۃ الخطابہ" کی "مجلس عاملہ" کے اراکین کو یہ خیال ہوا کہ نا سمجھی کی بنا پر یہ غلط خواہش کی جا رہی ہے اور مناسب یہی ہے کہ اس سال اس قسم کی تمام تقریبات منسوخ کردی جائیں مگر جب ہمیں اس امر کا علم ہوا کہ خلد آشیاں حضرت میاں صاحب مرحوم کی حرم محترم اور ان کے فرزندان عالی قدر مرحوم کی جاری کردہ کسی شئے میں قطع و برید کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے اور مہتمم صاحب مدظلہ نے امتحان ششماہی کا نتیجہ سنانے کے بعد جب خود ہی اسکے متعلق اپنا خیال ظاہر فرمایا اور ہم لوگوں سے استصواب کیا تو ہمارے لئے یہ ناگزیر تھا کہ ہم ان کی رائے کو ٹھکرادیں۔ چنانچہ ہم لوگوں نے ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے جانے کا فیصلہ کرلیا۔ یوم روانگی کئی روز پیشتر ہی سے متعین کرلیا گیا تھا اور اتنا عرصہ تیاری کے لئے کافی تھا مگر اس سال چونکہ ہم سب کا دل بیٹھا ہوا تھا اس لئے اس تقریب کا اہتمام کچھ زیادہ نہیں کیا گیا بلکہ ۲۹ ربیع الثانی بدھ کے دن ہم لوگ فوراً جو کچھ تیاری کرسکے اسی کو کافی سمجھا۔ اسدن تعطیل کردی گئی تھی اس لئے صبح سے عصر تک وقت اسی کی تیاریوں میں گذرا۔ عصر کے بعد لاریاں آئیں اور ہم لوگ سوار ہوکر یکے بعد دیگرے روانہ ہوئے اس موقعہ پر ہمیں میاں صاحب کی مفارقت کا احساس شدت سے ہوا۔ کیونکہ اس موقعہ پر وہ بنفس نفیس خود موجود رہا کرتے تھے اور سوار ہونے اور روانگی کے وقت ہم لوگوں میں جو مسابقت ہوتی تھی اس سے حد درجہ محظوظ ہوتے تھے۔ چند فرلانگ کے بعد شیدی پورہ کا قبرستان آگیا (جہاں مرحوم دفن ہیں) اور ہماری زبانوں پر بے اختیار دعاء مغفرت جاری ہوگئی۔

۵ بجے کے قریب ہم لوگ "قطب" پہنچ گئے۔ آخری لاری کے ساتھ ہی موجودہ مہتمم جناب شیخ حاجی عبدالوہاب صاحب بھی پہنچ گئے۔ آپنے اگرچہ دہلی سے اپنا باورچی بھیجکر بہترین طعام کا انتظام کردیا تھا اور کسی دوسری چیز کی بھی تکلیف نہ تھی لیکن اس کے باوجود ہم لوگوں میں تقسیم کرنے کیلئے اپنے ساتھ روپیہ لیکر آئے تھے۔ چونکہ پہلے آنیوالی لاریوں میں آنیوالے طلباء اکثر نئے تھے اس لئے وہ "لاٹ" دیکھنے کے شوق میں آپ کا انتظار کئے بغیر پہلے ہی چلے گئے اس لئے مہتمم صاحب نے خود تقسیم نہیں کیا اور کچھ دیر ہم میں بیٹھے رہے اور پھر لائے ہوئے روپئے استاذنا المحترم حضرت مدیر محدث کو تفویض کرکے چلے گئے تاکہ جب سب لڑکے جمع ہوجائیں تو آپ تقسیم کردیں۔ مغرب تک طلباء عہد آزادی اور اسلاف کے بچے کھچے خراب و خستہ مکانات دیکھتے رہے جو کہ ہمارے عروج و زوال کی خاموش مگر مکمل داستانیں ہیں اور جنھیں اہل نظر بلا تکلف اسی طرح پڑھ لیتے ہیں جس طرح کہ آپ میرے اس لکھے ہوئے مضمون کو پڑھ رہے ہیں اور جن کی ٹوٹی ہوئی اینٹیں شکستہ پتھر اور بکھرے ہوئے چونے ہزارہا کتابوں سے بھی زیادہ اپنے اندر عبرت و موعظت کے ابواب پوشیدہ رکھتے ہیں۔ راقم اور چند دیگر قدیم طلباء حضرت محترم مدیر محدث کے پاس ہی رہے کیونکہ ہم لوگ ان چیزوں کو بارہا دیکھ چکے تھے۔

بعد مغرب دسترخوان بچھا اور سب سے پہلے ہم لوگوں نے کھانا کھایا۔ اساتذہ ہمیں کھلانے میں مصروف ہوگئے اسکے بعد وہ خود اور ان کے ساتھ شہر کے چند شرکاء بزم نے کھایا۔

عشاء کے بعد ہم لوگ مختلف ٹولیوں میں منقسم ہوگئے۔ ایک۔ دو بجے تک خوش الحان طلباء و شعراء نے نغمہ سرائی کی اور احباب سے داد تحسین حاصل کی۔ راقم کی بزم کے شیریں نوا رکن اور ثانی داؤد حافظ خالدی نے آل انڈیا ریڈیو کے خاص

شعراء بہزاد نظامی احسان و دانش کاندھلوی کے طرز پر غزلیں و نظمیں سنا کر خراج تحسین حاصل کیا۔ مولوی محمد صاحب کے ایک دوست الہی بخش صاحب نے یادگار سلف حضرت سائل دہلوی کا کلام اس خوبی سے ان کے طرز پر سنایا کہ اصل و نقل میں فرق کرنا محال ہوگیا۔

جمعرات کے دن نماز فجر کے بعد باغات کی طرف گئے اور جھرنا، مسجد اولیا۔ جہاز۔ حوض شمسی۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی (جو ہندوستان میں سب سے پہلے علم حدیث کے لانیوالے ہیں) کا مزار اور دیگر چیزیں دیکھیں بھول بھلیاں (جائے قیام) پر ۸ بجے تک واپس آگئے یہاں حضرت مہتمم صاحب موجود تھے اس وقت آپ اپنے ساتھ ہم لوگوں کیلئے دہلی سے بہترین اور کافی آم لیکر آئے تھے۔ دس بجے دسترخوان بچھا اور کھانا کھایا گیا اسوقت پراٹھے اور قورمے کے ساتھ کھیر کا مستحسن اضافہ بھی تھا۔

قریب ظہر کچھ لڑکے غسل کرنے بھی گئے مگر اس کا منظر بے کیف اور رنجدہ تھا۔ کیونکہ اس موقعہ پر خلد آشیاں حضرت میاں صاحب مرحوم خود موجود رہا کرتے تھے۔ گندھک کے کنویں میں تو طلباء کے ساتھ ہی غسل فرماتے لیکن جھرنے میں آپ چارپائی پر بیٹھ جاتے اور طلباء حوض میں اس کی چھت سے کودتے۔ اچھا کودنے والوں کو انعام دیتے یہ دیکھکر دوسرے لوگ بھی آجاتے اور وہ اور زیادہ اونچے مقام درخت وغیرہ سے کودتے میاں صاحبؒ انھیں بھی انعام دیتے۔ مگر اب کہ ایک تو ابھی تک کافی بارش بھی نہیں ہوئی۔ اور جھرنا میں پانی نہیں آرہا تھا۔ دوسرے موجودہ مہتمم صاحب عدیم الفرصتی کی وجہ سے کھانے سے پہلے ہی واپس چلے گئے تھے۔ قریب عصر تک ہم لوگ مختلف تفریحات اور کھیل کود میں مصروف رہے عصر سے کچھ بیشتر لاریاں آگئیں اور ہم لوگ خوش وخرم صفدر جنگ یعنی مقبرۂ منصور۔ سلطان الاولیا نظام الدینؒ کا مزار۔ مقبرۂ ہمایوں، کورو پانڈو کا قلعہ۔ اکبری مسجد دیکھتے ہوئے شام تک مدرسہ آگئے

اس تفریح میں بھی حضرت مہتمم صاحب نے اپنے عہد کے مطابق حضرت میاں صاحب کے نقش قدم پر چلنے کی پوری کوشش کی اور اس معمولی سی تفریح پر کئی سو روپے خرچ کردیئے آپ نے ہر طرح آرام پہنچانے کی کوشش کی۔ گذشتہ چیزوں میں سے کسی کو حذف نہیں کیا بلکہ بعض چیزوں کا اضافہ بھی کیا۔ کمی صرف اس وجود گرامی کی تھی۔ جسے بھول بھلیاں کے درودیوار پر نگاہیں ٹکٹکی لگائے ہوئے دیکھتی تھیں اور آخر مایوس اور تھک کر گر پڑتی تھیں۔

درگاہ ایزدی میں ہماری مخلصانہ دعا ہے کہ وہ انھیں بے حساب نعمتوں اور عطاؤں سے نوازے۔ اور لاتعد ولاتحصی رحمتیں نازل فرمائے اور ان کے جانشیوں کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ ان کی خالی کردہ نشست کو پر کرسکیں اور ہر طرح سے سعادت مند اور لائق فرزند ثابت ہوں۔ اللھم تقبل منا انك انت السميع العليم ٥